②

ماضی کی بجائے مستقبل کو اپنے سامنے رکھو اور سوچتے رہو کہ تم نے اپنے فرائض کو کس طرح ادا کرنا ہے

(فرمودہ 11 جنوری 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اس ہفتہ میں چونکہ مجھے ضعفِ قلب کی شکایت رہی ہے اس لئے میں کھڑے ہو کر خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ بیٹھ کر خطبہ بیان کروں گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں ہر انسان کے اندر کوئی وقت سُستی کا آجاتا ہے اور کوئی وقت چُستی کا آجاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا نام باسط بھی ہے اور قابض بھی ہے اس لئے وہ کبھی انسان کی فطرت میں قبض پیدا کر دیتا ہے اور کبھی بسط پیدا کر دیتا ہے۔ اس حالت کا علاج یہی ہوا کرتا ہے کہ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گردو پیش کے حالات کا بھی محاسبہ کرتا رہے۔ اس لئے صوفیاء نے محاسبہ نفس کو ضروری قرار دیا ہے۔ میرے دل میں خیال گزرا ہے کہ اگر ہم اپنے تمام وقت کا جائزہ لیتے رہتے تو شاید ہم بہت سی سستیوں سے محفوظ رہتے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

یعنی گھڑیال سے وقت کو دیکھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں کی عمر زیادہ ہوگئی۔ لیکن دراصل اُس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ فرض کرو کسی کی 60 سال عمر مقدر تھی۔ وہ جب پیدا ہوا تو اُس کی عمر کے

ساٹھ سال باقی تھے۔لیکن جب وہ ایک سال کا ہوگیا تو اس کی ایک سال عمر گھٹ گئی۔ جب وہ دو سال کا ہوگیا تو اس کی دو سال عمر گھٹ گئی۔ جب وہ دس سال کا ہوگیا تو اس کی دس سال عمر گھٹ گئی۔ جب وہ بیس سال کا ہوگیا تو اس کی بیس سال عمر گھٹ گئی۔غرض ہر وقت جو اس پر گزرتا ہے وہ اس کی عمر کو گھٹاتا ہے۔اسی طرح ہماری زندگی ہے۔ ہمارے بہت اوقات یونہی گزر جاتے ہیں اور ہم خیال تک نہیں کرتے کہ ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔مثلاً کل مجھے خیال آیا کہ کسی وقت ہم جلسہ سالانہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ رات دن کارکن اس کام میں لگے ہوئے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ جلسہ سالانہ آئے گا تو مہمان آئیں گے۔ان کے ٹھہرانے اور ان کی روحانی اور جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کا سامان ہم نے کرنا ہے۔ وہ دن آئے، دوست آئے، ہم سے مِلے جُلے اور چلے بھی گئے۔ ہم دل میں خوش ہوئے کہ ایک سال ختم ہوگیا ہے۔مگر سوچنے والی یہ بات تھی کہ ہم نے نئے سال کو کس طرح گزارنا ہے۔ جو سال گزر گیا وہ تو کوتاہیوں سمیت گزر گیا اصل چیز تو آنے والا سال ہے۔کل مجھے خیال آیا کہ یا تو ہم اتنے جوش اور زور وشور سے آئندہ جلسہ کی تیاریاں کر رہے تھے اور یا اب اس جلسہ پر چودہ دن گزر گئے ہیں اور ابھی ہم بے کار بیٹھے ہیں۔ چودہ دن کے معنی دو ہفتے کے ہیں۔52 ہفتوں کا سال ہوتا ہے۔ دو ہفتے گزر جانے کا مطلب یہ ہوا کہ سال کا 26 واں حصہ گزر گیا۔لیکن ابھی کئی لوگ کہتے ہیں کہ وہ جلسہ سالانہ کی کوفت دور کر رہے ہیں۔ دو ہفتے اَور گزر گئے تو سال کا تیرھواں حصہ گزر جائے گا۔لیکن نئے سال کے لئے شوراشوری شروع نہیں ہوگی۔ چودہ دن اَور گزر جائیں گے تو سال کا گیارہ فیصدی حصہ گزر جائے گا۔ اور چودہ دن اَور گزر گئے تو سال کا پندرہ فیصدی حصہ گزر جائے گا۔غرض بہت تھوڑی تھوڑی غفلت کے ساتھ ایک بہت بڑی چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ ہر سال جو ہم پر آئے بجائے پچھلے سال کے ہم آئندہ سال پر نظر رکھیں۔ ہر دن ہم سوچیں کہ کام کے 365 دنوں میں سے ایک دن گزر گیا ہے ہم نے کس قدر کام کرنا تھا۔اس میں سے کس قدر کام ہم نے کرلیا ہے اور کس قدر کام کرنا باقی ہے۔اگر ہم اس طرح غور کرنا شروع کردیں تو ہم اپنے وقت کو پوری طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔بعض لوگ محض رسم ورواج کے ماتحت کسی

چیز کے متعلق سوچتے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں نماز کا خیال جاتا رہا ہے۔ جو نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بھی ایک حصہ رسم و رواج کے طور پر نماز کے لئے جاتا ہے۔ ان میں عملی قوت نہیں ہوتی یا وہ عملی قوت پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ جن لوگوں میں عملی قوت ہوتی ہے وہ اس صحیح منبع کی طرف توجہ نہیں کرتے جہاں سے انہیں روشنی ملتی ہے۔ وہ اپنا وقت محض ضائع کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ صحیح منبع کی طرف توجہ کرتے ہیں، اُس کی قدر کو پہچانتے ہیں، پھر اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر یہی حصہ اس طرف توجہ کرنے لگ جائے تو کام ہوسکتا ہے۔ بجائے ماضی کے اگر کوئی مستقبل کے ایک سال کو اپنے سامنے رکھ لے اور غور کرلے کہ اُس پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں کس قدر فرائض کو اس نے ادا کرلیا ہے اور کس قدر فرائض کا ادا کرنا ابھی باقی ہے۔ پھر کیا ان فرائض کو ادا کرنے کے لئے کافی وقت موجود ہے؟ تو لازماً وہ عمل کرنے میں چُست ہو جائے گا۔ اگر انسان ہمت کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور یہ خیال کرلے کہ اس نے کام کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وہ نوجوان بوڑھے اور بچے جن کے اندر سنجیدگی پائی جاتی ہے، جو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کو قبول کر کے وہ اپنے آپ پر ایک اہم فرض عائد کر لیتے ہیں اگر اپنے آپ کو اس رنگ میں ڈھال لیں تو شاید ہمارا یہ سال پہلے سال سے بہتر ہو۔ لیکن اگر وہ اس نکتہ کو نہ سمجھیں، یونہی شام آئے اور گزر جائے۔ دن آئے اور گزر جائے، نہ دن ان کے اندر کوئی حرکت پیدا کرے اور نہ رات ان کے اندر کوئی افسردگی یا بے چینی پیدا کرے تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے اس مقصد سے دور جا رہے ہیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں میں نور پیدا کرے، ہمارے دل و دماغ میں روشنی پیدا کرے اور ہمیں صحیح جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل 3 فروری 1952ء)